نذر، نیاز اور دُعا کی قبُولیّت

تألیف

عبدالعزیز بن عبدالله بن باز رحمه الله

إقامة البراهين

على حكم من استغاث بغير الله
أو صدق الكهنة والعرافين

The Cooperative Office For Call & Guidance to Communities at Rawdhah Area
Under the Supervision of Ministry of Islamic Affairs and Endowment
and Call and Guidance -Riyadh - Rawdhah
Tel. 2492727 - fax.2401175 E.mail: mrawdhah@hotmail.com P.O.Box 87299 Riyadh 11642

نذر نیاز

اور

دُعا کی قبولیّت

تالیف
عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

اللہ جل شانہ کی توحید کا اقرار اور قلب و روح کی گہرائیوں سے اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کا فریضہ اولیں ہے۔ تخلیق کائنات اور بالخصوص اشرف المخلوقات بنی نوع انسان کی تخلیق کا مقصد اولیٰ بھی یہی ہے کہ خدائے واحد کی حاکمیت مخلوق کے ذریعے تسلیم کروائی جائے، گو کہ اللہ وحدہ لاشریک کو قطعی اس کی احتیاج نہیں ہے۔ تاہم یہ فرض بندے پر عائد کیا گیا ہے کہ وہ ہر لمحہ صرف اللہ ہی کا عبادت گزار ہو اور اسی کو اپنا معبود تصور کرے۔ دنیا میں پیغمبروں کا نزول بھی اسی مقصد کے تحت ہوا حتیٰ کہ خاتم النبیینؐ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا مقصود اوّل بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم کرنا اور انسانوں کے خود ساختہ معبودوں کو پاش پاش کرنا تھا۔ غیر اللہ کی عبادت کا تصور عقیدہ توحید کو دھندلا دیتا ہے اور انسان کے ایمان و ایقان کو کفر کی پستیوں میں دھکیل دیتا ہے۔ خدا کی وحدانیت مسلمان کے لیے ایک ایسا آئینہ شفاف ہے جو بدعات و شرک کی ذرا سی گرد کا بھی متحمل نہیں ہوسکتا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ آج مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت کا آئینہ توحید شرک و

بدعات کے غبار سے آلودہ ہے اور وہ اسی کو اپنے لیے ہدایت کا سرچشمہ متصور کرتی ہے۔

تاہم یہ خوشگوار امر ہے کہ علمائے حق نے ہمیشہ شرک و بدعات کے خلاف جہاد کیا اور کتاب و سنت کی روشنی میں دین حق کی توضیح و تصریح فرمائی۔ انہی علمائے حق میں سے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا نام بھی ایک اہم حیثیت کا حامل ہے۔ انہوں نے عقیدہ توحید اور شرک و بدعت کے درمیان حدّ فاصل قائم کرتے ہوئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں دین ھدیٰ کی تشریح و ترجمانی کی اور اس سلسلے میں انہوں نے تین رسالوں پر مشتمل مجموعہ اقامة البراھین عربی زبان میں تحریر فرمایا۔

مکتبہ دارالسلام اپنی سابقہ روایت کے پیش نظر مجموعہ ھٰذا کا اردو ترجمہ شائع کررہا ہے، اس ادّعا کے تحت کہ اس کے مطالعے سے ہمارے مسلمان بھائی دین اسلام کے راست عقائد کی تفہیم میں بھرپور مدد حاصل کرسکیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

خادم کتاب و سنت

عبدالمالک مجاہد (مدیر مسئول)

تقدیم

سب قسم کی تعریف اللہ کے لیے سزاوار ہے. اور اللہ کے رسول پر، آپ کے صحابہ پر اور جو بھی آپ کو دوست بنائے سب پر صلوٰۃ و سلام ہو.

اما بعد: چونکہ عقیدہ توحید ہی وہ بنیاد ہے جس پر محمد بن عبداللہ، آپ پر بہترین رحمتیں اور پاکیزہ سلامتی ہو، کی دعوت قائم ہے. اور یہ بنیاد حقیقتاً تمام رسولوں کی جو لان گاہ ہے. جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا تاکہ وہ لوگ اللہ کی عبادت کریں اور غیر اللہ کی حکمرانی سے بچیں.

اور اس دعوت پر پختہ عزم کا تقاضا مختلف قسم کی بدعات و اباطیل سے جنگ ہے. کیونکہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین میں سوچ بچار کرے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لائے.

اس امت کے اسلاف میں سے پہلے مسلمان اپنے دین کے معاملہ میں ہدایت پر تھے. کیونکہ ان کے اعمال بلکہ تمام معاملات قرآن کریم اور سنت مطہرہ کے مطابق ہوا کرتے تھے.

پھر جب مسلمانوں کی اکثریت اپنے عقائد و اعمال میں اس سیدھی راہ، یعنی کتاب و سنت کی راہ سے ہٹ گئی تو ان کے عقائد، مذاہب، سیاست اور احکام کے لحاظ سے کئی فرقے بن گئے. اس انحراف کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں بدعات، اباطیل اور شعبدہ بازی کو فروغ حاصل ہوا. جس سے اعدائے اسلام کو اسلام اور مسلمانوں پر طعنہ زنی کی راہ مل گئی.

علمائے اسلام اپنی تالیفات میں ان پرانی اور نئی بدعات سے ڈراتے رہے.
انہیں اہم تالیفات میں سے ایک کتاب اقامة البراهين ہے جو سماحۃ العلام الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے لکھی ہے جو درج ذیل تین رسالوں کے مجموعہ پر مشتمل ہے:-

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کا حکم

(۲) جنوں اور شیطانوں سے استغاثہ اور ان کے لیے نذروں کا حکم.

(۳) بدعیہ اور شرکیہ اوراد و وظائف کو معمول بنانے کا حکم.

اور ریاست سعودی عرب، جو اس خطہ میں اسلامی دعوت کا جھنڈا سنبھالے ہوئے ہے. آپ کے سامنے یہ تینوں رسائل پیش کررہی ہے تاکہ وہ بھی بدعات و خرافات سے جنگ میں حصہ لے سکے اور متوازن ثقافت اور اسلام کے حقیقی فہم کو بلند کرسکے.

ہم اللہ بلند و قادر سے دعا کرتے ہیں کہ اس رسالہ سے اس کے بندوں کو فائدہ پہنچے. و صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ وصحبہ وسلم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا رسالہ

ہر طرح کی تعریف اللہ کو سزاوار ہے. اور رسول اللہؐ پر، آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر اور جو بھی آپ کی ہدایت سے ہدایت پائے، سب پر صلوٰہ و سلام ہو.

اما بعد: مجتمع کویتی کے صحیفہ شمارہ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۹ - ۴ - ۱۳۹۰ ھ میں "فی ذکری المولد النبوی الشریف" کے عنوان کے تحت چند اشعار شائع ہوئے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ، اپنی امت کو سنبھالا دینے، اس کی مدد کرنے اور اس تفرقہ و اختلاف سے نجات دلانے کے کہے گئے تھے. یہ تفرقہ و اختلاف اس امت میں پڑا جس کا نام کبھی آمنہ (امن والی) تھا ان اشارہ کردہ اشعار میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں:-

اے اللہ کے رسول! اس جان کو سنبھالا دیجیے.

جو جنگ کی آگ بھڑکا رہا ہے اور جو بھڑکائے اسے اس لپیٹ میں لے لیتا ہے.

اے اللہ کے رسول! اس امت کو سنبھالا دیجیے.

جس کی رات کا سفر شک کے اندھیروں میں لمبا ہوگیا ہے۔
اے اللہ کے رسول! اس امت کو سنبھالا دیجیے۔
جس کی رونق افسوس کی ہلاکتوں میں ختم ہوگئی ہے۔
تا آنکہ یوں کہا:-

اے اللہ کے رسول! اس امت کو سنبھالا دیجیے۔
جس کی رات کا سفر شک کے اندھیروں میں لمبا ہوگیا ہے۔
آپ امت کی جلد مدد کیجیے جیسا کہ آپؐ نے بدر کے دن مدد کی تھی
جب اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا۔
تو کمزوری شاندار فتح میں تبدیل ہوگئی۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لشکر ایسے ہیں جنہیں تو دیکھ نہیں سکتا۔
(اللہ اکبر) تحریر کرنے والے نے اپنی نداء اور استغاثہ کو اس انداز سے رسول اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا اور مطالبہ کیا کہ وہ جلد از جلد امت کی مدد کو پہنچیں اور اسے سنبھالا دیں۔ جیسے وہ اس بات کو بالکل بھولے ہوئے تھا یا اس سے جاہل تھا کہ مدد توصرف اللہ اکیلے کے ہاتھ میں ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا مخلوقات میں سے کسی بھی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں فرمایا :- وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ

اور مدد تو اللہ غالب حکمت والے ہی کے پاس ہے.

نیز فرمایا:-

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتااور اگر تمہیں رسوا کرے تو اور کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کو پہنچے گا.

اور یہ بات صریح حکم اور اجماع سے معلوم ہوچکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلقت کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ اس کی عبادت کریں. اور رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں تاکہ اس عبادت کی وضاحت کریں اور اس کی طرف دعوت دیں . جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو محض اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں.

نیز فرمایا:- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور غیر اللہ کی حکمرانی سے بچیں.

نیز فرمایا:-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ

اور آپؐ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اسے ہم یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا الہٰ نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو.

نیز فرمایا:-

الٓرٰ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ﴿۲﴾

اس کتاب کی آیات کو محکم بنایا گیا ہے پھر حکیم و خبیر کی طرف سے اسے کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا. میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں

ان آیات محکمات میں اللہ سبحانہ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ جن و انس کو محض اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اس وحدہ لا شریک کی عبادت کریں. نیز یہ وضاحت کی کہ اللہ کے رسولوں کو، ان پر صلوٰۃ و سلام ہو، اسی عبادت کے حکم، اور اس کے مخالف کی نہی کے لیے بھیجا. پھر یہ بھی خبر دی کہ اس کتاب کی آیات کو محکم بنایا گیا ہے پھر اسے کھول کر بیان کیا گیا ہے. تاکہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کی جائے اور عبادت کا مطلب اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے اوامر کو بجا لانے اور اس کی نواہی کو چھوڑنے کے ذریعہ اس کی اطاعت ہے. اور اللہ تعالیٰ نے بہت سے آیات میں انہی باتوں کا حکم دیا ہے. مثلاً اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:-

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ حُنَفَآءَ

ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت کریں.

نیز فرمایا:- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ

اور تیرے پروردگار نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرنا۔

نیز فرمایا:- فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ

لہٰذا خالصتاً اللہ ہی کی عبادت کرو۔ دیکھو عبادت خالصتاً اللہ ہی کے لیے ہے۔

اور اس مضمون کی آیات بہت ہیں جو سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خالصتاً اللہ اکیلے کی عبادت کرنا اور اللہ کے سوا انبیاء وغیرہم کی عبادت کو چھوڑنا واجب ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دعاء عبادت کی اہم قسم اور سب قسموں کی جامع ہے۔ لہٰذا خالصتاً اللہ اکیلے کو ہی پکارنا واجب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:-

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۱۴

اللہ کو خالص کرکے پکارو۔ عبادت اللہ ہی کے لیے ہے، خواہ یہ بات کافروں کو بری ہی لگتی ہو۔

نیز فرمایا:- وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝۱۸

اور مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔

اور یہ آیت تمام مخلوقات کو عام ہے خواہ وہ انبیاء ہوں یا کوئی اور ہوں۔ کیونکہ احداً کا لفظ نکرہ ہے اور نہی کے سیاق میں ہے۔ گویا وہ اللہ سبحانہ کے سوا ہر ایک چیز کو عام ہے۔ نیز ارشاد باری ہے:-

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ

اور اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکتا ہے نہ تمہیں کوئی دکھ پہنچا سکتا ہے۔

اور یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ اور یہ تو معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ نے آپ کو شرک سے محفوظ رکھا ہے۔ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ اس سے دوسروں کو ڈرایا جائے۔ نیز ارشاد باری ہے:-

فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

۔ تم نے (شرک) کیا تو تم ظالموں سے ہوجاؤ گے۔

پھر جب آدم علیہ السلام کی تمام تر اولاد کے سردار کا یہ حال ہو کہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارے تو ظالموں سے ہوجائے، پھر اگر کوئی دوسرا پکارے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ اور ظلم کا لفظ جب مطلقاً آئے تو اس سے مراد شرک اکبر ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:- وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾

اور کافر ہی ظالم ہیں۔

نیز فرمایا:- اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

بلاشبہ شرک ہی بڑا ظلم ہے۔

گویا ان آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا دوسری چیزوں کو، خواہ وہ فوت شدہ لوگ ہوں، یا

درخت ہوں یا بت وغیرہ ہوں، پکارنا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک ہے اور یہ اس عبادت کے منافی ہے جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا. اور اس بات کی وضاحت اور اس کی طرف دعوت دینے کے لیے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں. اور یہی لا الہ الا اللہ کا معنیٰ ہے. گویا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں. اور یہ بات غیر اللہ کی عبادت کی نفی کرتی اور اسے اللہ اکیلے کے لیے ثابت کرتی ہے. اللہ سبحانہ فرماتے ہیں:-

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ

یہ اس لیے کہ اللہ ہی بر حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ لوگ پکارتے ہیں وہ باطل ہے.

اور یہی بات دین کی اصل اور ملت کی بنیاد ہے اور اس اصل کی صحت کے بعد ہی کوئی عبادت صحیح ہوسکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾

آپ کی طرف اور آپ سے پہلے لوگوں کی طرف یہی وحی کی گئی کہ اگر آپ شرک کریں گے تو آپ کے عمل برباد ہوجائیں گے اور آپ زیاں کاروں سے ہوجائیں گے.

نیز اللہ نے فرمایا:- وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے سب اعمال برباد ہوجاتے.

اور دین اسلام دو بڑی اصلوں پر مبنی ہے. ایک یہ کہ اللہ اکیلے کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور دوسرے یہ کہ اللہ کے نبی اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عبادت کی جائے اور یہی اس شہادت لا الہ الا اللہ وانّ محمداً رسول اللہ کا معنی ہے.

لہٰذا جو شخص مردوں کو پکارے خواہ وہ نبی ہوں یا کوئی اور ہوں. یا بتوں کو یا درختوں، پتھروں یا ان کے علاوہ مخلوقات میں سے کسی کو پکارے یا ان سے فریاد کرے یا قربانیوں اور نذرانوں کے ذریعہ تقرب چاہے یا ان کے لیے نماز گزارے یا سجدہ کرے تو بلاشبہ اس نے اللہ کے سوا انہیں رب بنا لیا اور اللہ سبحانہ کا شریک بنایا. اور یہ اس اصل کے مخالف اور لا الہ الا اللہ کے معنی کے منافی ہے. جیسے کوئی شخص دین میں نیا کام کرے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی تو اس پر محمدرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہادت کے معنی متحقق نہیں ہوئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾

جو کام انھوں نے کئے ہوں گے ہم ان کی طرف بڑھیں گے تو انہیں اڑتا ہوا غبار بنادیں گے.

اور یہ اعمال اس شخص کے ہوں گے جو اللہ عزو جل کے ساتھ

شرک کی حالت میں مرا ہو، یا ایسے بدعی اعمال جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی. گویا ایسے اعمال قیامت کے دن اڑتا ہوا غبار بن جائیں گے. کیونکہ وہ شریعت مطہرہ کے موافق نہ تھے. جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

«من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد» .

جس شخص نے ہمارے اس امر (شریعت) میں کوئی نیا کام نکالا جو پہلے نہ تھا تو وہ کام مردود ہے.

اس حدیث کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے. اور یہ مراسلہ نگار اپنی فریاد اور دعاء کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور رب العالمین سے اعراض کیا جس کے قبضہ قدرت میں مدد، نفع اور نقصان ہے جو کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں. اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت بڑا ظلم اور غلیظ قسم کا شرک ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے محض اس (اللہ) سے دعا کا حکم دیا ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ جو اسے پکارے گا، وہ اس کی دعا قبول فرمائے گا اور یہ بھی دھمکی دی ہے کہ جو شخص اس بات سے تکبر کرے گا وہ اسے جہنم میں داخل کرے گا. چنانچہ فرمایا:-

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝٦٠

اور تمہارے پروردگار نے فرمایا. مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا. بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے.

اس آیت میں دَاخِرِیْنَ کا معنی زبردست اور ذلیل ہے. یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دعا عبادت ہی ہوتی ہے. نیز اس بات پر بھی کہ جو شخص اس سے تکبر کرے اس کا ٹھکانا جہنم ہے یہ تو اس شخص کا حال ہے جو اللہ سے دعا کرنے سے تکبر کرے. اب جو شخص دعا ہی کسی دوسرے سے کرے اور اللہ سے اعراض کرے اس کا کیا حال ہوگا. جبکہ اللہ سبحانہ قریب ہے، دعا قبول کرنے والا ہے، ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے. جیسا کہ ارشاد باری ہے:-

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝

جب میرے بندے آپؐ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتلا دیجیے کہ میں قریب ہی ہوں. جب بھی مجھے کوئی پکارنے والا پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں. لہٰذا انہیں چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ راہ ہدایت پر آئیں.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں خبر دی ہے کہ دعا ہی عبادت ہے. اور آپ نے اپنے چچا زاد عبداللہ بن عباس رضی اللہ

عنہما سے فرمایا:

«احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده تجاهك إذا سألت فاسأل الله وإذا استعنت فاستعن بالله» [أخرجه الترمذي وغيره].

اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ. اللہ تجھے یاد رکھے گا، تو اسے اپنے سامنے پائے گا. جب تجھے سوال کرنا ہو اللہ ہی سے سوال کر اور جب تجھے مدد درکار ہو تو اللہ ہی سے مدد مانگ.

اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے، نیز آپؐ نے فرمایا:-

«من مات وهو يدعو لله نداً دخل النار» [رواه البخاري].

جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی شریک کو پکارتا تھا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا.

اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا. نیز صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟" تو آپؐ نے فرمایا:

«أن تجعل لله نداً وهو خلقك»

یہ کہ تو کسی کو اللہ کا مد مقابل سمجھے جبکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے.

اور ندّ کا معنی نظیر اور مثیل ہے. لہٰذا جو شخص اللہ کے سوا کسی کو پکارے یا اس سے فریاد کرے یا اسے نذرانہ پیش کرے یا اس کے لیے قربانی کرے یا عبادت کی کوئی بھی قسم اس کے لیے بجا لائے تو اس نے اس کو اللہ کا مد مقابل بنایا. اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ

وہ کوئی نبی ہو یا ولی ہو یا فرشتہ ہو یا جن ہو یا بت ہو یا مخلوقات میں سے کوئی اور چیز ہو۔ البتہ کسی زندہ حاضر شخص سے کسی ایسی چیز کا سوال کرنا یا اس سے مدد چاہنا جس کے ظاہری اسباب موجود ہوں اور وہ اس پر قادر بھی ہو تو یہ شرک نہیں۔ بلکہ یہ تو عادی امور ہیں جو مسلمانوں کے لیے جائز ہیں۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ

تو جو شخص موسیٰ علیہ السلام کے گروہ سے تھا اس نے اپنے دشمن فریق کے آدمی پر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد طلب کی۔

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قصہ موسیٰ علیہ السلام ہی میں فرمایا:-

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ

(حضرت موسیٰ) وہاں سے ڈرتے ڈرتے نکلے وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ....

اور جیسے کہ انسان جنگ وغیرہ میں اپنے ساتھیوں سے ایسے امور پر فریاد کرتا ہے جو لوگوں کو پیش آتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ وہ کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ چنانچہ سورہ جن میں فرمایا:- قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾

آپ کہہ دیجیے کہ میں اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور کسی کو اس کا

شریک نہیں بناتا. آپ کہہ دیجیے کہ میں نہ تو تمہارے نقصان کا مالک ہوں اور نہ بھلائی کا.

نیز سورہ اعراف میں فرمایا:-

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

آپؐ کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے آپ کے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو کچھ اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کرلیتا اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی میں تو صرف ان لوگوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہوں جو ایمان لاتے ہیں.

اس مضمون کی آیات بہت ہیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے سوا نہ کسی کو پکارتے تھے اور نہ فریاد کرتے تھے. آپؐ نے بدر کے دن اللہ ہی سے فریاد کی اور دشمن کے مقابلہ میں مدد چاہی اور اس معاملہ میں بہت زاری کی. آپ فرماتے تھے: "اے میرے پروردگار! جو آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا فرمائیے".

تا آنکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کو کافی ہے. اس نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کرے گا."

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ و سبحانہ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کررہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد قبول کرتے ہوئے جواب دیا کہ میں تمہاری پے در پے آنے والے ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا. اور اللہ نے یہ کام صرف تمہاری خوشخبری اور تمہارے دلوں کو تسلی دینے کے لیے کیا. اور مدد تو اللہ ہی کے پاس ہے. بلاشبہ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے.

ان آیات میں اللہ سبحانہ نے ان کے استغاثہ کا ذکر کرکے یہ بتلایا کہ اس نے فرشتوں کو بھیج کر ان کی فریاد کو قبول فرمالیا. پھر یہ وضاحت فرمائی کہ یہ امداد فرشتوں کی طرف سے نہ تھی. اور اللہ کی طرف سے یہ امداد فتح کی خوشخبری اور ان کے دلوں کو مطمئن کرنے کی غرض سے تھی. نیز یہ کہہ کر النصر الا من عنداللہ یہ وضاحت فرمادی کہ یہ مدد صرف اللہ کی طرف سے تھی.

نیز سورہ آل عمران میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

اور اللہ نے بدر کے مقام پر تمہاری مدد کی جبکہ تم کمزور تھے لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر کرو.

اس آیت میں اللہ نے یہ وضاحت فرمائی کہ بدر کے دن اللہ ہی ان

کا مدد گار تھا اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اسلحہ، قوت اور فرشتوں نے جو مدد دی تھی، یہ سب کچھ مدد، خوشخبری اور اطمینان کے اسباب تھے، بذات خود مدد نہ تھے. بلکہ مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے تھی. پھر اس مراسلہ نگار یا کسی دوسرے کے لیے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی فریاد اور مدد کی طلب کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو اور اللہ رب العالمین سے اعراض کرے جو ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے.

بلاشبہ یہ بد ترین جہالت اور بہت بڑا شرک ہے. لہٰذا اس مراسلہ نگار پر واجب ہے کہ وہ اللہ سبحانہ کے حضور سچی توبہ کرے. جس کی صورت یہ ہے کہ اس سے جو گناہ سرزد ہوا اس پر نادم ہو. اور اللہ کو بزرگ سمجھتے ہوئے، اس کے لیے مخلص بن کر، اس کے حکم کو بجالاتے ہوئے اور اس کی نہی سے بچتے ہوئے آئندہ ایسا کام کبھی نہ کرنے کا پختہ عہد کرے. یہی سچی توبہ ہے. اور معاملہ اگر مخلوق کے حق کا ہو تو توبہ میں ایک چوتھی بات بھی ضروری ہے کہ مستحق کو اس کا حق واپس کرے یا اس سے یہ حق معاف کروائے. اللہ تعالیٰ نے بندوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا ہے اور ان سے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے. جیسا کہ ارشاد باری ہے :-

وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾

اے ایماندارو! سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو. تاکہ تم فلاح پاؤ.
اور نصاریٰ کے بارے میں فرمایا:-

أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

کیا وہ اللہ کے حضور توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں مانگتے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے.

نیز فرمایا: وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے نہ ہی کسی ایسی جان کو مارتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے. مگر وہ جو حق کے ساتھ ہو. اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص یہ کام کرئے اسے اس کے گناہ کا بدلہ مل کے رہے گا. قیامت کے دن اس کے لیے عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ ذلیل ہو کر ہمیشہ اس میں رہے گا. مگر جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا. اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے. نیز فرمایا:-

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ

وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور برائیاں معاف کردیتا ہے.
اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے وہ جانتا ہے.
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درست طور پر ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:-
«الإسلام يهدم ما كان قبله والتوبة تجب ما كان قبلها».
اسلام پہلے گناہوں کو منہدم کردیتا ہے اور توبہ سابقہ گناہوں کو ختم کردیتی ہے.

شرک کے بہت بڑا خطرہ اور بہت بڑا گناہ ہونے کی بنا پر اور اس تحریر سے پیدا ہونے والے دھوکہ کے خوف اور اللہ اور اس کے بندوں سے خیر خواہی کے جذبہ کی وجہ سے میں نے یہ مختصر مگر جامع رسالہ لکھا ہے اور میں اللہ عزو جل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے مفید بنائے. اور ہمارے اور سب مسلمانوں کے احوال کو درست کرے اور دین کی سمجھ عطا فرما کر ہم سب پر احسان فرمائے. ہمیں اس پر ثابت قدم رکھے. ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نفس کی برائیوں اور بد اعمالیوں سے پناہ میں رکھے. وہ اس بات کا کارساز اور اس پر قادر ہے.
وصلی اللہ وسلم وبارک علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وآلہ وصحبہ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا رسالہ

یہ رسالہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے ہر اس مسلمان کی طرف ہے جو اسے دیکھے، اللہ تعالی مجھے اور مسلمانوں کو اپنے دین سے تمسک اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے.
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ.

اما بعد! مجھے بعض بھائیوں نے ان کاموں کے متعلق پوچھا جو بعض جاہل کیا کرتے ہیں
جیسے اللہ سبحانہ کے علاوہ دوسروں کو پکارنا اور مشکل اوقات میں ان سے معاونت چاہنا، جیسے جنّوں کو پکارنا ان سے فریاد کرنا، ان کے لیے نذریں اور قربانی دینا اور اسی طرح کے دوسرے کام کرنا. جن میں سے ایک یہ کام ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں یا سبعة خذوه جس سے ان کی مراد جنوں کے سات رئیس ہیں. یعنی اے سات سردارو! یہ کام کرو، اس کی ہڈیاں توڑ دو، اس کا خون پی لو، اس کا بہروپ بھرو.
اور ایک یہ بات کہ بعض لوگ کہتے ہیں یا جن الظهيرة یا جن العصر

(اے ظہر کے وقت کے جن اور اے عصر کے وقت کے جن، فلاں کو پکڑلو) اور یہ بات بعض جنوبی ممالک میں پائی جاتی ہے اور جو باتیں اس معاملہ سے جاملتی ہیں وہ مردوں کو پکارنا ہے، خواہ وہ انبیاء ہوں یا وہ صالحین وغیرہم ہوں. اور فرشتوں کو پکارنا اور ان سے فریاد کرنا یہ سب کام اور ان جیسے دوسرے کام اکثر ایسے ممالک میں واقع ہورہے ہیں جو ان کاموں کو جہالت کی وجہ سے، اور ہم اپنے سے پہلے لوگوں کی تقلید کرتے ہوئے انہیں اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں. ایسی پکار کے سلسلہ میں بسا اوقات بعض لوگ آرام سے یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ ایسے قول ہماری زبانوں پر چڑھے ہوئے ہیں. ہم نہ تو اس کا قصد کرتے ہیں اور نہ ہی ایسا عقیدہ رکھتے ہیں نیز مجھ سے یہ بھی پوچھا گیا کہ جو لوگ ان اعمال میں مصروف ہوں ان سے رشتہ کرنے، کرانے، ان کی قربانی، ان پر نماز جنازہ پڑھنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ نیز جو لوگ غیب کی خبریں بتلانے والے لوگوں کی تصدیق کرتے ہیں. جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ محض مریض کے ان کپڑوں کو جو اس کے جسم کو چھوتے ہوں جیسے پگڑی، پاجامہ یا دوپٹہ وغیرہ سے ہی مرض اور اس کے اسباب کا پتہ لگا سکتا ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب : ہر قسم کی تعریف اللہ اکیلے کو سزاوار ہے اور صلوٰۃ و سلام

اس پر جن کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، اور اس کی آل پر اور اصحاب پر اور ان سب لوگوں پر جو تا روز قیامت ان کی راہ پر چلیں.
اما بعد . اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ اس کی عبادت کریں، صرف اسی سے دعا اور فریاد کریں اور اسی کے لیے قربانی، نذریں اور باقی سب عبادات بجا لائیں. اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے اور انہیں انہی باتوں کا حکم دیا. نیز آسمانی کتابیں نازل فرمائیں جن میں سب سے بڑی کتاب قرآن کریم ہے . جو اسی چیز کی وضاحت کرتی، اس کی طرف دعوت دیتی اور لوگوں کو اللہ کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی عبادت سے ڈراتی ہے. یہی بات اصل الاصول اور دین و ملت کی اساس ہے اور یہی لا الہ الا اللہ کی شہادت کا مفہوم ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں. گویا یہ کلمہ غیر اللہ کی الوہیت (اور یہی عبادت ہے) کی نفی کرتا اور باقی سب مخلوقات کو چھوڑ کر اللہ اکیلے کی عبادت کو ثابت کرتا ہے اور اس پر کتاب و سنت سے دلائل بے شمار ہیں. مثلاً اللہ تعالی فرماتے ہیں:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں.

نیز فرمایا:- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ
اور تمہارے پروردگار نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرنا۔

نیز فرمایا:- وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ
اور انہیں حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ اخلاص عمل کے ساتھ یکسو ہو کر اسی کی عبادت کریں۔ نیز فرمایا:-
وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

اور تمہارے پروردگار نے فرمایا: مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا (نیز فرمایا) جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

نیز فرمایا:- وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝
جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو آپ کہہ دیجیے کہ میں قریب ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔

گویا ان آیات میں اللہ سبحانہ، نے یہ وضاحت فرمائی کہ اس نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ فیصلہ کردیا

ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور اقصیٰ امر اور اوصیٰ کا معنی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے قرآن کی محکم آیات میں اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر اپنے بندوں کو یہ تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور یہ بھی وضاحت فرمادی کہ دعا بہت بڑی عبادت ہے جو اس سے تکبر کرے آگ میں داخل ہوگا. اور اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ اس اکیلے کو پکاریں اور بتلایا کہ وہ قریب ہے، ان کی پکار کا جواب دیتا ہے.

لہٰذا تمام بندوں پر واجب ہے کہ صرف اسی کو پکاریں کیونکہ پکار عبادت کی وہ قسم ہے جس کے لیے انہیں پیدا کیا گیا اور اس کا حکم دیا گیا ہے. چنانچہ اللہ عزو جل فرماتے ہیں:- قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾

آپ کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے. اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا فرمانبردار ہوں.

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بتلادیں کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ اس اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں. گویا جس نے غیر اللہ کے لیے قربانی کی اس نے اللہ کے ساتھ ایسے ہی

شرک کیا جیسے غیر اللہ کے لیے نماز ادا کی. اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے نماز اور قربانی کا اکٹھا ذکر کیا اور یہ بتلادیا کہ یہ دونوں چیزیں اس اکیلے اللہ کے لیے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں. لہٰذا جس شخص نے غیر اللہ مثلاً جنوں، فرشتوں، مردوں یا کسی دوسرے کے لیے قربانی کی تاکہ وہ اس کے ذریعہ ان کا قرب حاصل کرے وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے غیر اللہ کے لیے نماز پڑھی. اور صحیح حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰہ والسلام نے فرمایا:- «لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ».

جو غیر اللہ کے لیے قربانی کرے اس پر اللہ نے لعنت کی ہے.

اور امام احمد نے حسن سند سے طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمی ایک ایسی قوم پر گزرے جن کا ایک بت تھا اور جب تک کوئی راہ گیر اس کے لیے کوئی چیز قربانی نہ دیتا وہ اسے آگے نہیں جانے دیتے تھے. ان لوگوں نے ان دونوں میں سے ایک کو کہا: کچھ قربانی کرو. اس نے جواب دیا، میرے پاس قربانی کرنے کو کوئی چیز نہیں. انہوں نے کہا کہ قربانی دو، خواہ ایک مکھی کی ہو. چنانچہ اس نے مکھی کی قربانی دی تو ان لوگوں نے اس کا راہ چھوڑ دیا. اور یہ شخص جہنم میں داخل ہوا. پھر انہوں نے دوسرے سے بھی کہا کہ قربانی کر. وہ کہنے لگا میں تو اللہ عزو جل کے علاوہ کسی کے لیے کچھ بھی قربانی نہ دوں گا.

چنانچہ انہوں نے اس کی گردن اڑادی اور یہ شخص جنت میں داخل ہوا.
اب دیکھیے اگر ایک شخص بت کے تقرب کے لیے ایک مکھی جیسی چیز کی قربانی سے ایسا مشرک ہوجاتا ہے کہ دوزخ میں داخل ہونے کا مستحق قرار پائے تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جوجنوں، فرشتوں اور اولیاء کو پکارتا ہو. ان سے فریاد کرتا ہو اور ان سے تقرب کے لیے قربانی کرتا ہو اس امید پر کہ وہ اس کے مال کی حفاظت کریں گے یا اس کے مریض کو شفاء دیں گے یا اس کے جانور اور کھیتی سلامت رہیں گے. یا وہ یہ کام جنوں کے شر وغیرہ سے ڈرتے ہوئے کرتا ہو. تو یہ شخص اور اس طرح کے لوگ تو اس شخص کی نسبت مشرک ہونے یا دوزخ میں داخل ہونے کے بدرجہ اولیٰ مستحق ہیں-ایک نے بت کے لیے مکھی کی قربانی دی تھی. اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی وارد ہے:- فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝
تو اللہ کی عبادت کرو یعنی (شرک سے) خالص کرکے. دیکھو عبادت خالصتاً اللہ ہی کے لیے ہے. اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں (ان کے متعلق کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنادیں. تو جن باتوں

میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان میں ان چیزوں کا فیصلہ کردے گا بلاشبہ اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہو. نیز فرمایا :

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَآءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجا کرتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں اور نہ بھلا کر سکتی ہیں. اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہوں گے. آپ کہہ دیجیے کیا تم اللہ کو ایسی بات بتلاتے ہو جس کا وجود نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ شرک کرتے ہیں اس سے بہت بلند ہے.

ان دو آیات میں اللہ تعالی نے یہ بتلادیا کہ مشرکوں نے اللہ کو چھوڑ کر مخلوق میں سے اوروں کو کارساز بنا رکھا ہے جو ان کی دعا، خوف، امید، نذر اور قربانی وغیرہ کے ساتھ عبادت کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں اور یہ کارساز انہیں اللہ کے نزدیک کرسکتے ہیں اور اس کے ہاں ان کی سفارش کرسکتے ہیں تو اللہ سبحانہ نے انہیں جھوٹا قرار دیا اور ان کے اس باطل کام کی وضاحت فرمائی اور انہیں جھوٹے، کفار اور مشرکین کا نام دیا: نیز اپنی ذات کو ان کے شرک سے منزہ کیا اور فرمایا:-

سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۴۰﴾

اللہ تعالیٰ پاک اور ان چیزوں سے بلند ہے جو وہ شرک کرتے ہیں.

اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے کسی فرشتہ یا نبی یا جن یا درخت یا پتھر کو کارساز بنایا. جسے وہ اللہ کے ساتھ پکارتا ہے اس سے فریاد کرتا اور نذر اور قربانی کے ذریعہ اس کا تقرب چاہتا ہے. اور اللہ کے ہاں اس کی شفاعت اور تقرب کی امید رکھتا ہے. یا مریض کی شفاء کی یا مال کی حفاظت کی یا کسی غائب کی سلامتی کی یا ایسی ہی کوئی دوسری امید رکھتا ہے وہ اس بڑے شرک اور سخت مصیبت میں جاپڑا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿۱۱۶﴾

اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے اور باقی گناہ جسے چاہے بخش دے گا. اور جس شخص نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا اس نے بہت بڑا بہتان باندھا. نیز فرمایا:-

اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ وَمَاۡوٰٮهُ النَّارُ‌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۷۲﴾

جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے، اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے. اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں.

اور شفاعت تو قیامت کے دن صرف اہل توحید و اخلاص کو نصیب ہوگی، اہل شرک کو نہیں. جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

شخص کو جواب دیا جس نے یہ پوچھا تھا ، اے اللہ کے رسولؐ! آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حصہ دار کون ہوگا تو آپؐ نے فرمایا:-

«من قال لا إله إلا الله خالصاً من قلبه».

جس نے خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کہا.

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

«لكل نبي دعوة مستجابة فتعجل كل نبي دعوته وأنا اختبأت دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة فهي نائلة إن شاء الله من مات من أمتي لا يشرك بالله شيئاً».

ہر نبی کے لیے ایک دعائے مستجاب ہے اور ہر نبی اپنی اپنی یہ دعا کرچکا اور میں نے یہ دعا روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر رکھی ہے. اگر اللہ نے چاہا تو یہ دعا میری امت کے ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو.

پہلے مشرکین یہ ایمان رکھتے تھے کہ اللہ ہی ان کا پروردگار اور خالق و رازق ہے. البتہ انہوں نے انبیاء ، اولیاء، فرشتوں اور درختوں اور پتھروں وغیرہ سے امید وابستہ کرر کھی تھی کہ وہ اللہ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے اور اللہ کے قریب کردیں گے جیسا کہ پہلے آیات میں یہ مضمون گزر چکا ہے. لیکن ان کا یہ عذر نہ تو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبول کریں گے. بلکہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عظیم میں ان پر گرفت فرمائی اور انہیں کفار، مشرکین کا نام دیا. اور ان کے اس گمان باطل کو جھوٹا قرار دیا کہ ان کے یہ معبود ان کی شفاعت کریں گے اور انہیں اللہ کے قریب کردیں گے.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی شرک کی وجہ سے ان لوگوں سے جنگ کی تا آنکہ عبادت کو عملاً اللہ اکیلے کے لیے خالص بنادیا. جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ

اور ان سے جنگ کرو تا آنکہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ ہی کے لیے ہوجائے.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله ويقيموا الصلاة ويؤتوا الزكاة فإذا فعلوا ذلك عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحق الإسلام وحسابهم على الله».

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں تا آنکہ وہ یہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں. پھر جب وہ یہ کام کرنے

لگیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے. مگر جو کچھ اللہ کا حق ہو اور ان کا حساب تو اللہ کے ذمہ ہے.

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول حتی یشهدوا ان لاالہ الااللہ کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ کر عبادت کو اسی کے لیے خاص کریں. جبکہ مشرکین جنوں سے ڈرتے اور ان سے پناہ مانگتے تھے تو اللہ تعالی نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝

اور یہ کہ بعض بنی آدم بعض جنّات کی پناہ پکڑا کرتے تھے جس سے ان کی سرکشی اور بڑھ گئی تھی.

کی تفسیر کرتے ہوئے پہلی تفسیر اس کا معنی ڈرنا اور خوف زدہ ہونا بتلاتے ہیں کیونکہ جنّوں نے جب یہ دیکھا کہ انسان ان کی پناہ طلب کرتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگے تھے اور ان میں تکبر پیدا ہوگیا تھا. اب وہ انسانوں کو اور بھی ڈرانے اور خوف زدہ کرنے لگے. حتی کہ بہت سے لوگوں نے ان کی عبادت اور ان کی طرف پناہ لینا شروع کردی. جبکہ اللہ نے مسلمانوں کو اس کا متبادل یہ بتلایا کہ وہ اللہ سبحانہ اور اس کے کلمات تام سے پناہ طلب کریں. اسی بارے میں اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی :-

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ مانگو. بلاشبہ وہ سننے والا جاننے والا ہے.

نیز فرمایا:- قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ

آپ کہیے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں.

آپ کہیے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:-

«من نزل منزلاً فقال أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرتحل من منزله ذلك».

جو شخص کسی مقام پر اترے تو یہ دعا پڑھے " اللہ جو کچھ برائی تو نے پیدا کی ہے میں تیرے کلمات تام کے ساتھ اس سے پناہ مانگتا ہوں" تو اسے کوئی چیز گزند نہ پہنچائے گی تا آنکہ وہ اس مقام سے کوچ کر جائے.

اور جو شخص نجات کا طالب ہو اور اپنے دین کی حفاظت اور خفی اور جلی قسم کے شرک سے سلامتی کی رغبت رکھتا ہو اسے سابقہ آیات و احادیث سے یہ بات معلوم ہوجائے گی کہ مخلوقات میں سے مُردوں، فرشتوں اور جنّوں وغیرہ سے رشتہ جوڑنا، ان سے دعا کرنا اور ان سے پناہ طلب کرنا وغیرہ وغیرہ دور جاہلیت کے مشرکوں کے کام ہیں. اور یہی باتیں اللہ کے ساتھ بد ترین شرک ہیں. لہٰذا انہیں چھوڑنا، ان

سے بچنا، ایک دوسرے کو یہ کام چھوڑنے کی وصیت کرنا اور جو شخص ایسے کام کرے، اس پر گرفت کرنا واجب ہے. اور جو شخص ایسے شرکیہ اعمال کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو نہ اس سے رشتہ کرنا جائز ہے نہ اس کا ذبیحہ کھانا، نہ اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے. تا آنکہ وہ اللہ سبحانہ کے حضور ان کاموں سے توبہ کا اعلان کرے. اور دعا و عبادت کو اللہ اکیلے کے لیے خالص کرے. اور دعا عبادت ہی ہے بلکہ اس کا مغز ہے. جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- «الدعاء هو العبادة». دعا ہی عبادت ہے۔ اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:- «الدعاء مخ العبادة».
دعا عبادت کا مغز ہے. اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۗ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٢١﴾

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو تا آنکہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن لونڈی آزاد مشرکہ سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلی ہی لگے. اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو تا آنکہ وہ ایمان لے آئیں. اور مومن غلام مشرک آزاد سے بہتر ہے. اگر چہ وہ تمہیں بھلا ہی لگے. یہ لوگ

دوزخ کی دعوت دیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ جنت کی طرف اور اپنے إذن (حکم) سے مغفرت کی طرف بلاتا ہے. اور اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو کھول کر بتلاتا ہے تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں.

اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتوں، جنوں اور فرشتوں وغیرہ کی پجاری مشرک عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کردیا تا آنکہ وہ خالصتہً اللہ اکیلے کی عبادت کریں اور اس بارے میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کی تصدیق کریں اور اس کے راستہ کی اتباع کریں اسی طرح مسلمان عورتوں سے مشرکوں کی شادی سے بھی منع فرمادیا تا آنکہ وہ خالصتہً اللہ اکیلے کی عبادت کریں. اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور آپؐ کی اتباع کریں .

نیز اللہ تعالیٰ و سبحانہ نے یہ بھی بتلایا کہ مومن لونڈی آزاد مشرکہ سے بہتر ہے. اگر چہ جو اس کی طرف دیکھے اس کے جمال کی وجہ وہ اسے اچھی لگے. یا اس کی بات سنے تو وہ بھلی معلوم ہو. اور مومن غلام، آزاد مشرک سے بہتر ہے. اگر چہ اسے دیکھنے والے اور سننے والے کو مشرک کا حسن اور فصاحت اور شجاعت وغیرہ اچھے لگیں.

پھر اس تفصیل کی وجوہ اللہ سبحانہ نے اپنے اس قول

أُوْلَٰٓئِكَ يَدْعُونَ إِلَى ٱلنَّارِ ---- سے واضح فرمائیں.

یعنی اس لیے کہ یہ مشرک مرد اور مشرک عورتیں ایسے لوگ ہیں جو

اپنے اقوال و افعال اور سیرت و اخلاق سے جہنم کی طرف دعوت دینے والے ہیں. جبکہ مومن مرد اور مومن عورتیں اپنے اخلاق، اعمال اور سیرت سے جنت کی طرف بلانے والے ہیں. لہذا یہ دونوں قسم کے لوگ ایک جیسے کیسے ہوسکتے ہیں. اور اللہ عزو جل نے منافقوں کے بارے میں فرمایا ہے:- وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٨٤﴾

اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا، نہ ہی اس کی قبر پر (دعا کے لیے) کھڑا ہونا. کیونکہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا تھا اور اس حال میں مرے جبکہ وہ فاسق تھے.

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ منافق اور کافر دونوں پر، ان کے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کی بنا پر، نماز جنازہ نہ پڑھی جائے. اسی طرح نہ ان کے پیچھے نماز ادا کی جائے، نہ ہی انہیں مسلمانوں کا امام بنایا جائے. کیونکہ یہ دونوں کافر ہیں، ان میں امانت مفقود ہے، ان کے اور مسلمانوں کے درمیان بڑی دشمنی ہے اور اس لیے بھی کہ نہ ان کی نماز ہے اور نہ عبادت ہے. کیونکہ شرک ایسی چیز ہے جس کی موجودگی میں کوئی عمل باقی نہیں رہتا. ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سے عافیت میں رکھے. نیز اللہ تعالی

نے مردار کی حرمت اور مشرکوں کے ذبیحہ کے بارے میں فرمایا:-

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ

اور جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے۔ اور شیطان لوگ اپنے دوستوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں۔ اور اگر تم ان کے کہنے پر چلے تو بیشک تم بھی مشرک ہوئے۔

اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو مردار اور مشرکوں کا ذبیحہ کھانے سے منع کردیا۔ کیونکہ وہ نجس ہیں۔ لہٰذا ان کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہوگا اگر چہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ کیونکہ مشرک کا بسم اللہ کہنا باطل ہے جس کا کوئی اثر نہیں کیونکہ تسمیہ عبادت ہے اور شرک عبادت کو برباد کردیتا اور باطل بنادیتا ہے۔ تا آنکہ مشرک اللہ کے حضور توبہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اہل کتاب کے کھانے کو درج ذیل آیت کی رو سے مباح کیا ہے :-

وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ

اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

کیونکہ اہل کتاب آسمانی دین سے اپنی نسبت کرتے تھے اور یہ سمجھتے

تھے کہ وہ حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے پیروکار ہیں. حالانکہ وہ اس معاملہ میں جھوٹے تھے. کیونکہ اللہ نے ان کے دین کو منسوخ کردیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرماکر اسے باطل کردیا ہے. لیکن اللہ عزوجل نے اہل کتاب کا کھانا اور ان کی عورتیں ہمارے لیے حلال کردی ہیں جس کی حکمت بالغہ کی اور ان اسرار کی جو اس سلسلہ میں ملحوظ رکھے گئے ہیں اہل علم نے وضاحت کردی ہے. بخلاف مشرکوں کے جو آستانوں اور مردہ نبیوں اور ولیوں وغیرہ کے پجاری ہوتے ہیں جن کے دین کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ اس میں کچھ شبہ ہے بلکہ وہ باطل ہے. اسی بنا پر مشرکوں کا ذبیحہ مردار قرار دیا گیا جس کا کھانا جائز نہیں.

رہی اس شخص کی بات جو کسی کو یوں کہے: تجھے جن لگے، تجھے جن پکڑے، تجھ پر جن طاری ہوجائے. یا اس قسم کے دوسرے اقوال تو یہ گالی گلوچ کے باب سے ہیں. اور یہ بھی گالی گلوچ کے دوسرے الفاظ کی طرح مسلمانوں کے لئے ناجائز ہے. تاہم یہ شرک کے باب سے نہیں. الا یہ کہ قائل یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ جن اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے بغیر لوگوں میں تصرف کرسکتے ہیں. جو شخص جنوں یا مخلوقات میں سے کسی اور کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے وہ اس اعتقاد کی بنا پر کافر ہے. کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک اور ہر چیز

پر قادر ہے۔ وہی نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا ہے۔ کوئی چیز اس کے اذن، اس کی مشیت اور سابقہ تقدیر کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اس اصل عظیم کی خبر دے دیں۔ فرمایا:-

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ٻ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ڔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ١٨٨

آپ کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں مگر جو کچھ اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں بہت سی بھلائیاں اکٹھی کرلیتا۔ اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔

پھر جب تمام مخلوق کے سردار اور ان سب سے افضل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حال ہو کہ وہ اپنے آپ کے بھی نفع نقصان کے مالک نہ ہوں مگر جو کچھ اللہ چاہے تو پھر مخلوق میں سے کسی دوسرے کا کیا حال ہوگا اور اس مضمون کی آیات بہت ہیں۔

رہا پیشن گوئی کرنے والوں شعبدہ بازوں اور نجومیوں اور ایسے ہی دوسرے لوگوں کے متعلق سوال، جو غیب کی خبریں بتلاتے رہتے ہیں تو یہ ایسی بری بات ہے جو جائز نہیں اور ایسے لوگوں کی تصدیق کرنا تو اور بھی سخت اور قابل گرفت بات ہے۔ بلکہ یہ کفر ہی کی قسم ہے۔

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: «مَنْ أتى عَرَافاً فَسَأله عَنْ شَيْءٍ لَمْ تقبل لهُ صَلاة أربَعِيْنَ يَوْماً».

جس شخص نے کسی پیشن گو کے ہاں آکر کسی چیز کے متعلق پوچھا اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوں گی.

اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا. نیز درج ذیل حدیث کو بھی اپنی صحیح میں معاویہ بن الحکم السلمی سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہنوں کے پاس آنے اور ان سے پوچھنے سے منع فرمایا ہے.

اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «من أتى كاهناً فصدقه بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمد ﷺ».

جو شخص کسی کاہن کے ہاں آیا اور اس بات کو سچ سمجھا جو کاہن کہہ رہا ہے تو اس نے اس چیز کا کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے.

اور اس معنی کی احادیث بہت ہیں. لہذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ کاہنوں، عرافوں اور باقی ہر قسم کے پیشن گوئی کرنے والے لوگوں سے پوچھنے سے بچیں. جن کا شغل ہی غیب کی خبریں بتلانا اور مسلمانوں کو چکمہ دینا ہے. خواہ یہ چکمہ طب کے نام سے ہو یا کسی اور نام سے . جیسا کہ ان باتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

نہی اور ان سے تحذیر پہلے گزر چکی ہے۔ پھر اس سلسلہ میں یہ بات بھی شامل ہوجاتی ہے جو بعض لوگ طب کے نام پر غیبی امور کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جب وہ کسی مریض کی پگڑی یا کسی مریضہ کا دوپٹہ یا ایسے ہی کوئی دوسرا کپڑا سونگھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مریض نے یا اس مریضہ نے یہ کام کیا تھا یا وہ کام کیا تھا۔ اور یہ ایسے غیبی امور ہوتے ہیں جن کا مریض کے عمامہ یا کوئی دوسری چیز سونگھنے سے پتہ نہیں چل سکتا نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہوتی ہے۔ اس سے ان کا مقصد صرف عوام الناس کو چکمہ دینا ہوتا ہے تا آنکہ لوگ یہ کہنے لگیں کہ فلاں شخص طب کا بڑا ماہر ہے اور مرض کی اقسام اور اس کے اسباب کا بہت ماہر ہے۔ اور بسا اوقات ایسے لوگ کوئی دوائی بھی دے دیتے ہیں۔ پھر اگر اللہ کی تقدیر کے مطابق مریض کو شفا ہوجائے تو لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ اس دوائی کا اثر ہے۔ حالانکہ بسا اوقات ان مرض کے اسباب ہی بعض جنوں اور شیطانوں کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ جو اس طب کے مدعی کی خدمت کرتے ہیں۔ اور بعض ایسی غیب کی باتیں اسے بتلا دیتے ہیں جن کی انہیں خبر ہوتی ہے۔ مریض ان باتوں پر اعتماد کر لیتا ہے۔ اور جن اور شیاطین اس بات پر راضی ہوتے ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے جو ان کے مناسب ہو۔ وہ مریض سے اٹھ جاتے ہیں اور اس چکمہ سے جو ایذا

مریض کو دے رہے تھے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور یہ بات جن اور شیاطین کے متعلق اور ان لوگوں کے متعلق جو ان سے خدمت لیتے ہیں معروف ہے۔

لہٰذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ایسی باتوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو چھوڑنے کی تاکید کریں. صرف اللہ سبحانہ پر اعتماد کریں اور ہر معاملہ میں اسی پر توکل کریں. البتہ شرعی قسم کے دم جھاڑ، جائز ادویہ اور ڈاکٹروں سے علاج کرانے میں کوئی حرج نہیں جو شعاعوں وغیرہ سے مریض کی تشخیص اور علاج کرتے ہیں. اور حسّی اور عقلی اسباب سے اس کی مرض کی تحقیق کرتے ہیں. چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: «ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء علمه من علمه وجهله من جهله».

اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کی دوا بھی پیدا نہ کی ہو. جس نے اس دوا کو جان لیا سو جان لیا اور جس نے نہ جانا سو نہ جانا (یعنی وہ شفا کی دوا کسی کو معلوم ہوسکے یا نہ ہوسکے)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«لكل داء دواء فإذا أصيب دواء الداء بريء بإذن الله»

ہر بیماری کی دوا ہے جب وہ دوا اس بیماری کو راس آجائے تو مریض اللہ کے حکم سے صحت یاب ہوجاتا ہے.

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«عباد الله تداووا ولا تداووا بحرام».

اے اللہ کے بندو! علاج کیا کرو لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو.

اور اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں. لہذا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ سب مسلمانوں کے احوال کی اصلاح فرمائے. ان کے دلوں اور ان کے بدنوں کو ہر برائی سے شفاء بخشے اور ہدایت پر اکٹھا کرے. اور ہمیں اور ان کو فتنوں کی گمراہیوں سے اور شیطان اور اس کے دوستوں کی اطاعت سے اپنی پناہ میں رکھے. کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے. اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق اسی اللہ بزرگ و برتر سے ہی ہوتی ہے. وصلی اللہ وسلم وبارک علی عبدہ و رسولہ نبینا محمد و آلہ وصحبہ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا رسالہ

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے برادر مکرم .... کے نام

اللہ آپ کو بھلائی کی توفیق دے۔ آمین۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اما بعد! آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ اللہ آپ کو اپنی ہدایت سے ہمکنار کرے۔ جو کچھ اس خط سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے ملک میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ایسے اوراد و وظائف پڑھتے ہیں جن کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ کچھ ان میں سے بدعیہ ہیں اور کچھ شرکیہ ہیں۔ یہ لوگ ان اوراد کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور ان اوراد کو مجالس ذکر میں یا مساجد میں نماز مغرب کے بعد پڑھتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ان اوراد سے اللہ کا قرب حاصل ہوگا جیسے ان کا قول :

(اے اللہ کے آدمیو! اللہ کے حق کے ساتھ اور اللہ کی مدد سے ہماری مدد کرو اور اللہ کے ساتھ ہمارے مہربان بن جاؤ) اور ان کا یہ قول :

اے اقطاب اور اے اوتاد اور اے سردارو! ہمارے معاملہ میں مدد دینے والو ہماری مدد کرو اور اللہ کے لیے شفاعت کرو۔ یہ تمہارا بندہ کھڑا ہے اور آپ کے دروازے پر معتکف ہے، اپنی تقصیر سے خائف ہے۔ اے اللہ کے رسول ہماری فریاد کو پہنچو۔ آپ کے علاوہ میں کس کے پاس جاؤں اور آپ ؐ سے ہی مطلب حاصل ہوتا ہے اور آپ حضرت حمزہ سیدالشہدا کے وسیلہ سے بہتر اہل اللہ ہیں اور آپ میں سے کون ہمارا مدد گار ہوگا۔ اے اللہ کے رسول! ہماری فریاد کو پہنچو۔ نیز ان کا یہ قول : " اے اللہ اس شخص پر رحمت بھیج جسے تو نے اپنے جبروتی اسرار کے پھاڑنے اور رحمانی انوار کے الگ الگ ہونے کا سبب بنایا۔ تو وہ ربانی درگاہ سے نائب اور تیرے اسرار کا خلیفہ بن گیا..." اور آپ یہ وضاحت چاہتے ہیں کہ ان میں کونسا ورد بدعت ہے اور کونسا شرک۔ اور کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے جو اس قسم کی دعا کرتا ہو۔ جس کے متعلق سب کچھ معلوم ہے۔

جواب : الحمد للہ وحدہ، والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعد و علیٰ آلہ و صحبہ و من اھتدی بھداہ الیٰ یوم الدین۔

معلوم ہونا چاہیے اور اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اللہ نے خلقت کو صرف اس لئے پیدا کیا۔ اور رسولوں کو، ان پر صلوٰۃ و سلام ہو، صرف اس لیے بھیجا کہ اللہ اکیلے کی عبادت کی جائے جس

کا مخلوقات میں سے کوئی بھی شریک نہیں. جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

میں نے جنّوں اورانسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں.

اور عبادت کا معنی اللہ سبحانہ کی اطاعت اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے کہ جس کام کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہو وہ کام کرے اور جس سے اللہ اور اس کے رسول نے روکا ہو اس کو چھوڑ دے. اور اس کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے. اور عمل میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص بھی ہو اور اس کی انتہائی محبت بھی اور اس اکیلے کے لیے کمال عاجزی ہو. جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ

اور تیرے پروردگار نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرنا. یعنی حکم دیا اور تاکید فرمائی کہ اس اکیلے کی عبادت کی جائے.

نیز فرمایا:- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۗ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۗ

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے رحم کرنے والا مہربان ہے. روز قیامت کا مالک ہے. ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں.

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس اکیلے کی عبادت کی جائے اور اس اکیلے سے مدد طلب کی جائے.

نیز اللہ عزو جل نے فرمایا:- فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ
لہذا خالصتہً اللہ ہی کی عبادت کرو. دیکھو اللہ کی عبادت ایسی ہو جو (شرک وغیرہ سے) خالص ہو.

نیز فرمایا:- فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝
خالصتہً اللہ ہی کو پکارو، عبادت اسی کے لیے ہے. اگر چہ یہ بات کافروں کو بری لگتی ہو.

اور فرمایا:- وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝
اور بلاشبہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں. لہذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو.

اور اس مضمون کی آیات بہت ہیں جو اللہ اکیلے کی عبادت کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں اور یہ تو معلوم ہے کہ دعا کی تمام قسمیں عبادت ہیں. لہذا کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ اپنے پروردگار کے سوا کسی کو پکارے، یا اس سے امداد طلب کرے یا اس سے فریاد کرئے تاکہ وہ ان آیات پر اور اسی معنی کی دوسری آیات پر عمل پیرا ہوسکے. اور یہ ممانعت صرف ایسے امور میں ہے جو عادی امور اور حسّی اسباب کے علاوہ ہیں جن پر کوئی زندہ اور حاضر مخلوق قادر ہوتی ہے. کیونکہ ایسے امور عبادت نہیں ہیں. بلکہ نص اور اجماع کی رو سے یہ

جائز ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے ایسے معاملہ میں مدد طلب کرے جس پر وہ قادر ہے. جیسے وہ اس کے بیٹے یا خادم یا کتے یا کسی ایسی ہی چیز کے شر سے بچنے کے لیے ایسے انسان سے مدد چاہتا ہے یا اس کے پاس فریاد کرتا ہے جو زندہ ہے، موجود ہے اور قادر ہے یا اگر غائب ہے یہ استعانت اور استغاثہ حسی اسباب کے ذریعہ ہو جیسے خط و کتابت وغیرہ. اسی طرح گھر کی تعمیر یا اپنی گاڑی کی اصلاح اور ایسے ہی دوسرے کاموں میں زندہ، موجود اور قادر انسان سے مدد طلب کرنا جائز ہے. موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ بھی اسی باب سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ

تو جو شخص موسیٰ علیہ السلام کے گروہ سے تھا اس نے اپنے دشمن گروہ کے آدمی کے خلاف موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی.

چنانچہ جہاد اور جنگ وغیرہ میں کسی انسان کا اپنے ساتھیوں سے فریاد کرنا اور ایسے ہی دوسرے کام اسی باب سے ہیں. مگر مُردوں، جنوں، فرشتوں، درختوں اور پتھروں سے استغاثہ شرک اکبر ہے اور پہلے مشرکوں کا سا ہی عمل ہے کہ وہ اپنے معبودوں مثلاً لات، عزیٰ اور دوسرے معبودوں سے استغاثہ کرتے تھے.

اسی طرح کسی زندہ انسان سے بھی استعانت و استغاثہ شرک اکبر ہے

جس کے متعلق کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ ولی ہے اور ایسے کاموں پر قدرت رکھتا ہے جس پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں جیسے مریضوں کو شفا دینا، دلوں کی ہدایت، جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات وغیرہ. سابقہ آیات اور جو آیات و احادیث اس معنی میں آئی ہیں. وہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایسے تمام امور میں دلوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنا اور خالصتہً اللہ اکیلے کی عبادت کرنا واجب ہے. کیونکہ بندوں کو پیدا ہی اس لیے کیا گیا ہے اور اسی بات کا انہیں حکم دیا گیا ہے جیسا کہ سابقہ آیات میں گزر چکا ہے اور جیسا کہ اللہ سبحانہ کے درج ذیل ارشادات سے واضح ہے:-

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ.

نیز فرمایا:- وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ

اور انہیں حکم تو یہی دیا گیا تھا کہ وہ خالص عمل کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں.

اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- «حَقّ اللهِ عَلَى الْعِبَاد أنْ يَعبدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً».

بندوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں.

اس حدیث کی صحت پر شیخین کا اتفاق ہے. نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو لِلّٰهِ نِدّاً دَخَلَ النَّار».

جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے کسی شریک کو پکارتا تھا وہ دوزخ میں داخل ہوگا.

اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا.

اور صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا:- «إِنَّكَ تَأتِي قَوْماً أهل كِتَاب فَلْيَكن أول مَا تَدعُوهُمْ إِليهِ شهَادةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إلاَّ الله».

تم ان لوگوں کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں. لہٰذا پہلی چیز جس کی طرف تم انہیں دعوت دو یہ شہادت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں. اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: انہیں دعوت دو کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور بخاری کی روایت یوں ہے: انہیں دعوت دو تا آنکہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں.

اور صحیح مسلم میں طارق بن اشیم الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

«من وحد الله وكفر بما يعبد من دون الله حرم ماله ودمه وحسابه على الله عز وجل».

جس نے اللہ کو ایک جانا اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کیا اس کا مال اور اس کا خون حرام کردیا گیا ہے اور اس کا حساب اللہ عزوجل کے ذمہ ہے.

اور اس مضمون کی احادیث بہت ہیں. یہی وہ توحید ہے جو دین اسلام کی اصل، ملت کی اساس اور امر شریعت کا سر ہے. یہی سب سے اہم فریضہ ہے اور یہی جن و انسان کی پیدائش کی حکمت اور تمام رسولوں، ان پر صلوٰۃ و سلام ہو، کے بھیجنے کی حکمت ہے اور ان باتوں پر دلالت کرنے والی آیات پہلے گزر چکی ہیں. اور کچھ درج ذیل ہیں:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں.

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی اس پر دلیل ہے:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ وہ لوگ اللہ کی عبادت کریں اور اللہ کے سوا دوسروں کی حکمرانی سے بچیں. نیز فرمایا:-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾

اور آپ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا اسے ہم نے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو.

نیز اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت نوح، ہود، صالح، شعیب، علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے قرآن پاک میں بیان فرمایا کہ ان رسولوں نے اپنی قوم سے کہا:- اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

اللہ کی عبادت کرو. اس کے سوا تمہارے لیے کوئی معبود نہیں.

اور یہ تمام رسولوں کی دعوت تھی جیسا کہ اس پر دونوں سابق آیات دلالت کررہی ہیں اور ان رسولوں کے دشمنوں نے یہ اعتراف کیا ہے کہ واقعی رسولوں نے انہیں اکیلے اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے سوا باقی معبودوں کو، جن کی وہ عبادت کرتے تھے، چھوڑنے کا حکم دیا تھا. جیسا کہ قوم عاد کے قصہ میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا:-

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کو ہی پوجیں. اور جنہیں ہمارے آبا و اجداد پوجتے تھے ان سب کو چھوڑ دیں؟

اور قریش کا جواب اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا. جبکہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اکیلے اللہ کی عبادت کرنے اور ان سب معبودوں کو، یعنی فرشتوں، اولیا، بتوں اور درختوں وغیرہ کو،

چھوڑنے کی دعوت دی جن کی وہ پوجا کرتے تھے تو وہ کہنے لگے:-

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝

اس نے تو سارے معبودوں کے بجائے صرف ایک معبود بنادیا. یہ تو بڑی عجیب بات ہے.

نیز سورۃ الصافات میں اللہ نے قریش کا قول یوں بیان فرمایا:-

إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝

جب انہیں یہ کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے اور کہتے : بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ سکتے ہیں؟

اور اس مضمون پر دلالت کرنے والی آیات بہت ہیں. اور جو آیات و احادیث ہم نے ذکر کی ہیں ان سے بھی آپ پر یہ بات واضح ہوجائے گی. اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دین کی سمجھ اور رب العالمین کے حق میں بصیرت کی توفیق عطا فرمائے.

اب یہ دعائیں اور استغاثہ کی کئی اقسام جو آپ نے اپنے سوال میں بیان کی ہیں، سب کی سب شرک اکبر کی قسم سے ہیں کیونکہ یہ غیر اللہ کی عبادت ہے اور ایسے امور کی طلب ہے جن پر اللہ کے سوا کوئی مُردہ یا غائب شخص قادر نہیں ہوسکتا. نیز یہ بات پہلے لوگوں کے شرک سے بدتر ہے کیونکہ وہ لوگ تو صرف آسودگی کی حالت میں

شرک کرتے تھے. مگر جب کوئی مصیبت پڑتی تو پھر خالصتہً اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے. کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ اس مصیبت سے نجات صرف اللہ ہی دے سکتا ہے. اور کوئی نہیں دے سکتا. جیسا کہ اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب مبین میں ان مشرکوں کا یہ قول بیان کیا ہے.

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾

جب وہ کشتی میں سوار ہوتے تو خالصتہً اللہ کے فرمانبردار بن کر صرف اللہ ہی کو پکارتے. پھر جب اللہ انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا تو پھر شرک کرنے لگتے.

اور ایک دوسری آیت میں اللہ عزوجل ان کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:-

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾

جب اللہ تمہیں سمندر میں سختی دکھاتا ہے تو تم اللہ کے سوا سب کچھ بھول جاتے ہو جنہیں تم پکارتے ہو. پھر جب تمہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لاتا ہے تو روگردانی کرنے لگتے ہو. اور انسان تو ہے ہی ناشکرا.

اب اگر ان پچھلے مشرکوں میں کوئی کہنے والا یوں کہہ دے کہ: ہمارا یہ مقصد تو نہیں ہوتا کہ یہ ہستیاں بذات خود کوئی فائدہ پہنچاتی ہیں یا

ہمارے مریضوں کو شفا دیتی یا ہمیں نفع پہنچا سکتی ہیں. ہمارا مقصد تو صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں.

تو اس کا جواب یہ ہے جو اسے کہنا چاہیے کہ:

پہلے کافروں کا مقصد اور مراد بھی یہی کچھ ہوتا تھا. ان کی مراد یہ نہ ہوتی کہ ان کے معبود بنفسہ پیدا کرتے یا رزق دیتے یا نفع یانقصان پہنچا سکتے ہیں کیونکہ یہ چیز اس بات کو باطل بنا دیتی ہے. جسے اللہ تعالی نے قرآن میں قریش کے حوالے سے ذکر کیا ہے. وہ بھی صرف ان کی شفاعت اور اللہ کے ہاں ان کے مرتبہ اور قرب ہی کا ارادہ رکھتے تھے.

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس(علیہ السلام)میں فرمایا:- وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ

وہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے تھے جو نہ انہیں کچھ نقصان پہنچا سکیں اور نہ فائدہ دے سکیں. اور کہتے کہ اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں..

تو اللہ سبحانہ نے انہیں یوں جواب دیا:- قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾

آپ کہہ دیجیے کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جس کا وجود نہ آسمانوں میں اسے معلوم ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ شرک کرتے ہیں اس سے بلند ہے.

گویا اللہ سبحانہ نے یہ وضاحت فرمائی کہ اسے آسمانوں میں اور نہ زمین میں کسی ایسے شخص کے وجود کا علم ہے جو اللہ کے اس طور پر سفارشی بن سکتا ہو جس کا یہ مشرک لوگ قصد رکھتے ہیں. اور جس چیز کے وجود کو اللہ نہ جانتا ہو وہ موجود ہی نہیں. کیونکہ اللہ سبحانہ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی. نیز اللہ تعالیٰ نے سورہ زمر میں فرمایا:-

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۲ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ

یہ کتاب اللہ غالب، حکمت والے کی طرف سے نازل شدہ ہے. ہم نے اسے آپؐ کی طرف حق کے ساتھ نازل کیا. تو خالصتہً اللہ ہی کی عبادت کرو. عبادت اسی کے لیے ہے. دیکھو اللہ کے لیے خالص عبادت ہی سزاوار ہے.

گویا اللہ سبحانہ نے یہ وضاحت فرمائی کہ عبادت صرف اس اکیلے کے لیے ہے اور اس عبادت کے لیے بندوں پر اخلاص واجب ہے. کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم دیا تو یہ حکم سب لوگوں کے لیے ہے. اور یہاں دین کا معنی عبادت ہے اور عبادت سے مراد اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے جیسا کہ گزر چکا اور اس عبادت میں دعاء، استغاثہ، خوف اور رجاء، قربانی اور نذر ایسے ہی داخل ہیں. جیسے اس

میں نماز اور روزہ وغیرہ داخل ہیں، جن کا اللہ نے اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے، پھر اس کے بعد اللہ عزوجل نے فرمایا:-

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ

اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے کارساز بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مرتبہ کے لحاظ سے اللہ کے قریب کردیں.

یعنی وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مرتبہ کے لحاظ سے اللہ کے قریب کردیں. اللہ سبحانہ نے ان کو یوں جواب دیا:-

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝

جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمادے گا. بلاشبہ اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا. جو جھوٹا اور ناشکرا ہے.

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی کہ کافر اپنے اولیاء کی عبادت صرف اس لیے کرتے تھے کہ وہ انہیں اللہ کے قریب کردیں. اور پرانے اور نئے سب طرح کے کافروں کا یہی مقصد ہوتا ہے. چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے اس نظریہ کو باطل قرار دیا:-

جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کردے گا. بلاشبہ اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا

اور ناشکرا ہو.

گویا اللہ سبحانہ نے ان کا جھوٹ واضح کردیا کہ یہ محض ان کا گمان باطل ہے کہ ان کے معبود انہیں اللہ کے قریب کردیں گے، اور ان کے کفر کی یہ وضاحت فرمائی کہ وہ عبادت ان کے لیے پھیر دیتے تھے.

اب جو شخص تھوڑی سی بھی تمیز رکھتا ہو اسے اس سے یہ معلوم ہوجائے گا کہ پہلے کافروں کا کفر صرف یہ تھا کہ انہوں نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مخلوقات میں سے نبیوں، ولیوں، درختوں اور پتھروں وغیرہ کو سفارشی بنا رکھا تھا، اور وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ چیزیں اللہ سبحانہ کے اذن اور رضا سے ہی ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں. جیسا کہ وزراء بادشاہوں کے پاس سفارش کرتے ہیں. گویا انہوں نے اللہ عزو جل کو بھی بادشاہوں اور وزراء پر قیاس کیا اور کہا کہ: جیسے کسی بادشاہ یا سردار سے کوئی کام ہو تو وہ اس کے خواص اور وزیروں کو سفارشی بناتا ہے اس طرح ہم انبیاء اور اولیاء کی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے رہیں. اور یہ بات انتہائی غلط ہے. کیونکہ اللہ سبحانہ کے مشابہ کوئی چیز نہیں اور نہ ہی اسے اس کی مخلوق پر قیاس کیا جاسکتا ہے اور نہ سفارش کے معاملہ میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے ہاں سفارش کرسکتا ہے. اور یہ سفارش صرف اہل توحید کے حق میں ہی ہوسکتی ہے. اور وہ پاک اور

برتر ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ نہ وہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ اسے کوئی ڈرا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ پاک ہے اپنے بندوں پر تسلط رکھتا اور ان میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرسکتا ہے بخلاف بادشاہوں اور سرداروں کے کہ وہ نہ تو کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہر چیز جانتے ہیں۔ لہٰذا جن باتوں سے وہ عاجز ہوں انہیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کی اعانت کریں اور یہ آدمی ان کے وزراء، خواص اور ان کے لشکر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لوگ بھی اپنی حاجات ان لوگوں تک پہنچانے کے محتاج ہوتے جو اس کی حاجت کو نہیں جانتے۔ لہٰذا وہ وزیروں اور خواص میں سے ایسے شخص کے محتاج ہوتے ہیں جو ان کے لیے بادشاہ یا سردار کی مہربانی اور رضامندی طلب کریں۔ مگر پروردگار عزوجل کا معاملہ ایسا نہیں۔ وہ پاک ہے اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز ہے۔ لوگوں پر ان کی ماؤں سے زیادہ مہربان ہے۔ وہ حاکم عادل ہے۔ جو ہر چیز کو اپنی حکمت، علم اور قدرت کے مقتضی سے ٹھیک اس کے مقام پر رکھتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی صورت میں اسے اس کی مخلوق پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ اسی لیے اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب میں یہ وضاحت فرمادی کہ مشرکین اس بات کا اقرار کرتے تھے اللہ ہی خالق، رازق اور مدبّر ہے۔ وہی بے کس کی فریاد قبول کرتا اور برائی کو دور کرتا ہے اور زندہ کرنا اور مارنا

وغیرہ وغیرہ سب اللہ ہی کے افعال ہیں. ان مشرکوں اور رسولوں کے درمیان جھگڑا تو صرف اللہ اکیلے کی عبادت کے اخلاص میں تھا.
جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:- وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ
اگر آپ ان سے پوچھیں کہ تمہیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے. نیز فرمایا:-
قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۱﴾
آپ ان سے پوچھیے کہ آسمان اور زمین سے رزق تمہیں کون دیتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور کون مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور کائنات کی تدبیر کرنے والا کون ہے؟ تو وہ فوراً کہہ اٹھیں گے کہ "اللہ" آپ ان سے کہیے : پھر تم سوچتے کیوں نہیں؟

اور اس مضمون کی آیات بہت ہیں اور ایسی آیات پہلے ذکر ہوچکیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسولوں اور ان کی امتوں میں جھگڑا صرف اللہ اکیلے کی عبادت کے اخلاص میں تھا. جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ
اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اللہ

کے سوا دوسروں کی حکمرانی سے بچو.

اور جو بھی آیات ان معنوں میں آئی ہیں. نیز اللہ سبحانہ نے قرآن کریم کے بہت سے مقامات پر سفارش کی صورت واضح کی ہے. چنانچہ سورہ بقرہ میں فرمایا. مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

کون ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش کر سکے؟

اور سورہ نجم میں فرمایا:- وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْــٴًـا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْضٰى

اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی عبادت کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی مگر اللہ جس کے لیے چاہے اجازت بخشے اور (سفارش) پسند کرے.

اور سورہ الانبیاء میں فرشتوں کا وصف یوں بیان فرمایا:-

وَ لَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

وہ صرف اسی کی سفارش کر سکیں گے جن کے لیے اللہ کی رضا ہو اور وہ تو خود اللہ کے خوف سے ڈر رہے ہوں گے.

اور اللہ عزوجل نے یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ اپنے بندوں سے کفر پر راضی نہیں ہوتا بلکہ صرف ان سے شکر پر ہی راضی ہوتا ہے. اور شکر ہی اس کی توحید اور اس کی اطاعت کے مطابق عمل ہے. چنانچہ سورہ زمر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

﴿إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۖ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۖ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾

اگر تم ناشکری کروگے تو اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری پسند نہیں کرتا. اور اگر تو شکر کروگے تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا.

اور بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے. انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی شفاعت سے زیادہ حصہ کسے ملے گا؟ آپ نے فرمایا:

«من قال لا إله إلا الله خالصًا من قلبه».

جس نے خلوص دل سے لاالہ الا اللہ کہا (آپ نے قلب کا لفظ استعمال فرمایا یا نفس کا)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث میں آیا ہے. آپ نے فرمایا:-

«لكل نبي دعوة مستجابة فتعجل كل نبي دعوته وأنا اختبأت دعوتي شفاعة لأمتي يوم القيامة فهي نائلة إن شاء الله من مات من أمتي لا يشرك بالله شيئاً».

ہر نبی کی ایک دعا مستجاب ہے. اور سب نبی اپنی اپنی دعاء کرچکے اور میں نے اپنی دعا کو روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کررکھا ہے اور وہ ان شاء اللہ ہر اس شخص کو پہنچے گی جو میری امت

میں سے اس حال میں مرا ہوا ہو کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو.

اور اس مضمون کی احادیث بہت ہیں. اور جو کچھ ہم نے آیات و احادیث ذکر کی ہیں سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت اللہ اکیلے کا حق ہے. اس میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لیے صرف کرنا جائز نہیں نہ انبیاء کے لیے اور نہ ہی کسی دوسرے کے لیے. نیز یہ کہ شفاعت صرف اللہ اکیلے کی ملک ہے. جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا

آپ کہہ دیجیے کہ شفاعت پوری کی پوری اللہ ہی کے لیے ہے.

اور شفاعت کا حق کسی کو صرف اسی صورت میں ملے گا کہ شفاعت قبول کرنے والے کی اجازت ہو اور جس کے حق میں شفاعت کی جارہی ہے اس کے متعلق اس کی رضا ہو. اور وہ اللہ سبحانہ ہی ہوسکتا ہے. جو توحید کے علاوہ کسی بات پر راضی نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے. رہے مشرکین تو ان کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں. جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿٤٨﴾

انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش کچھ فائدہ نہ دے گی.

نیز فرمایا:- مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿١٨﴾

ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے.

اور ظلم کا لفظ اگر علی الاطلاق استعمال ہو تو اس سے مراد شرک ہوتا ہے.
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
اور کافر ہی ظالم ہیں.
نیز فرمایا:- اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ
بلاشبہ شرک ہی بڑا ظلم ہے.
رہا سوال کا وہ حصہ جو آپ نے بعض صوفیہ کے قول کے متعلق ذکر کیا ہے. کہ وہ مساجد وغیرہ میں درود اس طرح پڑھتے ہیں "اے اللہ! اس پر رحمت بھیج جسے تو نے اپنے جبروتی اسرار کے لئے پھٹنے اور رحمانی انوار کے الگ ہونے کا سبب بنایا تو وہ ربانی درگاہ سے غائب اور تیرے ذاتی اسرار کا خلیفہ بن گیا...... الخ
جواب: اس کلام اور اس سے ملتے جلتے کلام کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ تکلف اور غلو کی وہ قسم ہے جس سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچتے رہے. جیسے کہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود۔ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
«هلك المتنطعون قالها ثلاثاً».
غلو کرنے والے ہلاک ہوئے. یہ بات آپ نے تین بار فرمائی.
امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ متنطع اہل کلام کے مذاہب کے مطابق وہ لوگ ہیں جو بحث میں تکلف سے کسی چیز کی گہرائی تک جا پہنچیں.

یہ لوگ لایعنی باتوں میں داخل ہونے والے ہیں اور ایسی بحث کرتے ہیں جن تک لوگوں کی عقلوں کی رسائی نہ ہو.

اور ابو السادات ابن الاثیر کہتے ہیں : یہ وہ لوگ ہیں جو کلام میں غلو کرنے اور گہرائی تک چلے جانے والے ہیں اور اپنے حلق کے دور کے حصہ سے کلام کرنے والے ہیں. یہ لفظ نطع سے مشق ہے جس کا معنی تالو ہے. پھر یہ لفظ ہر اس شخص کے متعلق استعمال ہونے لگا جو اپنے قول اور فعل میں گہرائی تک چلا جائے.

لغت کے ان دو اماموں سے جو کچھ مذکور ہوا، اس لیے آپ پر اور جو شخص بھی ادنی سے بصیرت بھی رکھتا ہو اس پر یہ بات واضح ہوجائے گی. کہ ہمارے نبی اور ہمارے سردار صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ والسلام کی یہ کیفیت تکلف اور غلو کی وہ قسم ہے جس سے منع کیا گیا ہے. اور اس سلسلہ میں مسلمان کے لیے مشروع بات یہی ہے کہ صلوۃ و سلام کی صفت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کیفیت ثابت ہے اسے ہی اختیار کرے اور یہ دوسری کیفیات سے بے نیاز بھی کردیتی ہے. اور اس بارے میں صحیحین میں روایات موجود ہیں.

بخاری میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا :اے اللہ کے رسول! ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں. آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: یوں کہو:-

«اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد وبارك على محمد ،على آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد» .

اے اللہ! محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر رحمت بھیج جیسے تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر رحمت بھیجی تھی. بلاشبہ تو قابل ستائش ہے اور بزرگی والا ہے. اور محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر برکت نازل فرما. جیسے تو نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر نازل فرمائی بلاشبہ تو قابل ستائش ہے، بزرگی والا ہے.

اور صحیحین میں ابو حمید عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر کیسے دورد بھیجیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہو:-

اللهم صل على محمد و على أزواجه وذريته كما صليت على آل ابراهيم و بارك على محمد و أزواجه و ذريته كما باركت على آل ابراهيم انك حميد مجيد

اے اللہ! محمدؐ پر، آپ کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر رحمت بھیج جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت بھیجی. اور محمدؐ پر اور آپ کی

بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما جیسے کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی. بلاشبہ تو قابل ستائش ہے. بزرگی والا ہے.
اور صحیح مسلم میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے.
وہ کہتے ہیں کہ بشیر بن مسعود نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں اللہ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں.
آپ چپ ہوگئے. پھر فرمایا: کہو :-

«قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم إنك حميد مجيد والسلام كما علمتم» .

اے اللہ! محمدؐ اور آل محمدؐ پر رحمت بھیج. جیسا کہ تو نے ابراہیم پر رحمت بھیجی اور محمدؐ اور آل محمدؐ پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے تمام جہان والوں سے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بلاشبہ تو قابل ستائش بزرگی والا ہے اور سلام وہ ہے جیسا کہ تم جانتے ہو.
یہ الفاظ یا ان سے ملتے جلتے اور دوسرے الفاظ وہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں. ایک مسلمان کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام میں یہی الفاظ استعمال کرے. کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے تھے کہ ان کے حق میں کونسے الفاظ استعمال کرنا زیادہ مناسب ہے جیسا

کہ وہ یہ بات بھی سب سے زیادہ جاننے والے تھے کہ اپنے پروردگار کے حق میں کون سے الفاظ استعمال کرنا چاہئیں
رہے اس قسم کے الفاظ جو بہ تکلف استعمال کئے گئے ہوں بدعی قسم کے ہوں اور کئی معنوں کا احتمال رکھتے ہوں. یہ صحیح نہیں جیسا کہ وہ الفاظ جن کا سوال میں ذکر ہوا ہے. لہٰذا انہیں استعمال نہ کرنا چاہیے. کیونکہ ان میں تکلف ہے اور کئی باطل معنوں سے ان کی تفسیر بھی ہوسکتی ہے. پھر یہ ان الفاظ کے بھی خلاف ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمائے اور اپنی امت کو ان کی ہدایت کی. جبکہ آپ ساری خلقت سے زیادہ جاننے والے، ان کے سب سے زیادہ خیر خواہ اور تکلف سے دور رہنے والے تھے. آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے بہترین صلوۃ و سلام ہو. اور میں امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ دلائل ہم نے ذکر کیے ہیں ان سے حقیقت توحید اور حقیقت شرک کی وضاحت ہوجاتی ہے اور اس فرق کی بھی جو اس بارے میں پہلے مشرکوں اور بعد کے مشرکوں میں ہے.
نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشروع درود کی کیفیت میں یہ بیان کافی اور طالب حق کے لیے قناعت کے قابل ہے. البتہ جس شخص کی معرفت حق کی رغبت ہی نہ ہو وہ اپنی خواہش کے تابع ہے جس کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا:-

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَآءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ۝

پھر اگر وہ آپ کی بات نہ مانیں تو جان لیجیے کہ وہ صرف اپنی خواہشات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں. اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی طرف سے آمدہ ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے لگ جائے. بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا.

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین حق اور ہدایت دے کر بھیجا ہے تو اس نسبت لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں. ایک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی بات ماننے والے ہیں اور دوسرے وہ جو اپنی خواہش کے پیچھے چلنے والے ہیں. نیز اللہ سبحانہ نے یہ بتلایا کہ جو شخص اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے لگتا ہے اس سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں.

ہم اللہ عزوجل سے خواہش کی اتباع سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں.

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا فیاض اور مہربان ہے.

و صلی اللہ وسلم علی عبدہ و رسولہ نبینا محمد و آلہ و صحبہ و اتباعہ باحسان الیٰ یوم الدین.

مضامینِ کتاب

غیراللہ سے مصیبت کی گھڑی میں غیراللہ سے مدد طلب کرنے کی تردید۔

غیراللہ کی قسم کھانا اور ان کی نذرونیاز مانگنا۔

بدعت وخرافات سے بھری ہوئی دعائیں اوراس کا حکم۔

محتوي الكتاب

الرد على الإستغاثة بغير الله.

الحلف بغير الله.

الرد على الأدعية والأوراد المبتدعة والشركية.

للمساهمة في طباعة الكتاب

شركة الراجحي - ٢٠٤٠١٠٩٠٩٢

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بحي الروضة بالرياض

تحت إشراف وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

هاتف : ٢٤٩٢٧٢٧ فاكس : ٢٤٠١١٧٥ البريد الإلكتروني : mrawdhah@hotmail.com ص.ب ٨٧٢٩٩ الرياض ١١٦٤٢

مطبعة النرجس - ت ٢٣١٦٦٤٢ ف ٢٣١٦٨٦٦